موت العالِم موت العالَم

آہ ! ہمارے پیارے خالو !! الشیخ عبدالقادر حبیب اللہ السندی بھی اللہ کو پیارے ہو گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

تحریر: حافظ عبدالحمید عامر

دنیا بھر میں بالعموم اور بر صغیر میں بالخصوص یہ انتہائی افسوسناک خبر بڑے رنج والم کے ساتھ سنی گئی کہ عالم اسلام کے نامور محقق اور مدینہ منورہ میں دنیا بھر کے سلفیوں کے میزبان فضیلۃ الشیخ عبدالقادر حبیب اللہ السندی طویل علالت کے بعد مدینہ منورہ میں ۸ ذوالحج ۱۴۱۹ھ بمطابق ۲۵ مارچ ۱۹۹۹ء بروز جمعرات اذان عصر کے وقت انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نواب شاہ (سندھ) کے نواح سے طلوع ہونے والا یہ آفتاب تقریباً ۶۳ برس کی عمر میں مدینہ طیبہ میں غروب ہو گیا۔

الشیخ عبدالقادر حبیب اللہ السندی جنہیں اب مرحوم لکھتے ہوئے قلم کانپ رہا ہے، اور دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔ بچپن میں ہی مدینہ منورہ ہجرت کر گئے تھے۔ ابتدائی تعلیم مدینہ منورہ کے سکولوں میں حاصل کی، مرحوم بڑے ذہین وفطین تھے، امتحانات میں ہمیشہ ممتاز پوزیشن حاصل کرتے۔ ایک مرتبہ اپنے سکول میں اول پوزیشن حاصل کی تو شاہ سعود بن عبدالعزیز آل سعود نے خوش ہو کر انہیں قیمتی شاہی گھڑی سے نوازا۔ اس موقع پر شاہ سعود نے انکی ذہانت اور تعلیمی قابلیت کی بنا پر انہیں سعودی جنسیہ (**نیشنلٹی**) دینے کا حکم بھی صادر کیا۔

بعد ازاں شاہ سعود کے حکم پر جب مدینہ یونیورسٹی کا افتتاح ہوا تو اسکے اولین طلبہ میں الشیخ عبدالقادر بھی تھے۔ جس میں پاکستان سے جن محنتی اور ذہین طلبہ کا داخلہ ہوا۔ ان سب نے فراغت کے بعد اپنے اپنے میدان میں بڑا نام کمایا...... تعلیم سے فراغت کے بعد الشیخ مرحوم نے تدریس اور تحقیق کے میدان کا انتخاب کیا۔ تدریس کے لئے آپ کو مسجد الحرام (بیت اللہ شریف) میں قائم معہد الحرم المکی میں مدرس مقرر کر دیا گیا۔ اسی دوران عمرہ پر گئے ہوئے مرحوم مولانا عطاء اللہ ثاقب نے امام کعبہ فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل کے ایماء اور مشورہ پر عقیدۂ توحید کے موضوع پر لکھی گئی۔ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی گرانقدر تصنیفات کا اردو زبان میں ترجمہ کرنے کے عظیم کام کا بیڑا اٹھایا۔ اس دوران الشیخ عبدالقادر حبیب اللہ نے ترجمہ و تفہیم سے لے کر حرم کے اندر رہائش تک انہیں ہر قسم کی مادی و معنوی سہولتیں مہیا کیں۔ یاد رہے کہ حرم کے اندر الشیخ کے پاس تین کمرے تھے۔ دو کمرے حرم کے نیچے تہہ خانے میں جنہیں ”خلوۃ“ کہا جاتا تھا (حادثہ حرم کے بعد انہیں مستقل بند کر دیا گیا ہے) اور ایک کمرہ حرم کی دوسری منزل پر۔ انکے علاوہ مولانا عطاء اللہ ثاقب سے الشیخ المرحوم حافظ فتح محمد المعروف الحافظ فتحی اور مدرس حرم مکی فضیلۃ الشیخ عبدالوکیل عبدالحق الہاشمی حفظہ اللہ نے بھی بڑی معاونت کی۔

اس طرح الشیخ محمد بن عبدالوہابؒ کی سادہ مگر عام فہم لکھی گئی انقلابی توحیدی کتابوں کو اردو کے قالب میں ڈھالنے کا عظیم کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔ جس نے عرب دنیا کی بالعموم اور بلادِ حجاز ونجد کی بالخصوص کایا پلٹ دی تھی۔ انکی دعوت سے پورے عرب سے شرک وبدعات کی جڑیں کاٹ دی گئیں۔ اور توحید وسنت کا پرچم لہرا دیا گیا۔ بعد میں ان ترجمہ شدہ کتب کی کتابت وطباعت کے مراحل سے مفت تقسیم کے عمل تک ہر مرحلے میں الشیخ نے ان سے پورا پورا تعاون کیا۔ فجزاھم اللہ خیراً اب دونوں اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔ مگر ان کا کام ہمیشہ رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔ اللہ انکے اس عمل کو قبول فرمائے اور ان کیلئے صدقہ جاریہ بنا دے۔ آمین۔

مدینہ یونیورسٹی میں جب ”کلیۃ الحدیث“ کا اجراء ہوا تو الشیخ کی فن حدیث میں مہارت کی وجہ سے ان کا تبادلہ مدینہ

یونیورسٹی کر دیا گیا۔ ویسے بھی الشیخ کی مستقل رہائش مدینہ منورہ میں تھی۔ ہر ہفتے مکہ مکرمہ کا طویل اور تھکا دینے والا سفر کا سلسلہ ختم ہوا تو الشیخ نے پوری دلجمعی، توجہ اور انہماک سے درس و تدریس اور تحقیق کا کام شروع کر دیا۔

الشیخ کو مطالعہ کا بے حد شوق تھا۔ فنِ حدیث بالخصوص علم رجال و رواۃ پہ کوئی بھی کتاب مارکیٹ میں آتی تو اسے فوراً خرید لیتے۔ گھریلو اور ذاتی ضروریات پر بھی الشیخ کتاب کو ترجیح دیتے۔ آپ کے اس ذوق اور کتاب سے محبت کی وجہ سے آپکا ذاتی مکتبہ مدینہ منورہ کے نجی بڑے مکتبات میں شمار ہوتا تھا۔ آپ کے مکتبہ میں صرف مطبوعہ کتب ہی نہ تھیں بلکہ نوادر مخطوطات اور مصورات کا بھی ایک بڑا ذخیرہ تھا۔ مدینہ منورہ کے کبار علماء اور مشائخ کو بھی اگر کوئی نادر و نایاب کتاب کی ضرورت پڑتی تو الشیخ کے مکتبہ سے انکی ضرورت پوری ہوتی۔ مدینہ منورہ کے بہت بڑے عالم اور محدث الشیخ حماد الانصاریؒ کو بھی ہم نے آپکے مکتبہ سے استفادہ کرتے دیکھا۔ الشیخ نے اپنا یہ بڑا مکتبہ اپنی زندگی میں ہی وقف کر دیا تھا۔ تقبل اللہ منہ ھذا العمل الجلیل۔

اسکے علاوہ الشیخ کو تصنیف و تالیف سے بھی دلچسپی تھی۔ آپ نے بے شمار کتب اور رسائل تصنیف کئے۔ "**التصوف**" کے موضوع پر چار بڑی جلدوں میں آپ نے ایک ضخیم علمی و تحقیقی کتاب لکھی۔ "**الحجاب فی ضوء الکتاب والسنۃ**" یعنی "پردہ" کے موضوع پر آپ نے بڑا تحقیقی و تنقیدی مقالہ سپرد قلم کیا، جو سعودیہ کے معتبر رسائل میں شائع ہوا۔ جسے بعد ازاں جامعہ علوم اثریہ نے کتاب کی شکل میں شائع کیا۔ اس رسالہ میں الشیخ نے فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ کی پردہ کے بارہ میں ان کی رائے سے اختلاف کیا اور قرآن و حدیث کی روشنی میں انکی تردید کی اور صحیح مسئلہ کی مدلل وضاحت کی۔

"**مرویات غزوۃ تبوک**" کے موضوع پر بیش قیمت علمی و تحقیقی کتاب لکھی۔ جو اس موضوع پر اپنی مثال آپ تھی۔ اس کے علاوہ بھی مرحوم نے بیسیوں مقالات اور تحقیقی مضامین لکھے۔ جو سعودی عرب کے مختلف جرائد و مجلات میں شائع ہوئے۔ علاوہ ازیں انہوں نے دو مضامین جامعہ کے تعارف کیلئے لکھے جو سعودی عرب کے کثیر الاشاعت روزنامہ "**المدینۃ**" میں بڑی سرخیوں کے ساتھ شائع ہوئے۔ ان میں سے ایک مضمون امام کعبہ فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل حفظہ اللہ کے پہلے تاریخی دورۂ جہلم کے بارہ میں مفصل رپورٹ تھی جو روزنامہ "**المدینۃ**" میں "**رحلۃ ابن سبیل الی مدینۃ جھلم بباکستان**" کے عنوان سے نو قسطوں میں شائع ہوا۔ اور دوسرا مضمون مدینہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر عبداللہ بن عبداللہ الزائد کے دورۂ جہلم کے بارے میں تھا۔ جو روزنامہ "**المدینۃ**" میں "**من وادی العقیق الی وادی جھلم**" کے عنوان سے تین بڑی قسطوں میں پورے صفحات پر شائع ہوا۔ اس سے انکی جامعہ علوم اثریہ جہلم کے ساتھ دلی وابستگی اور محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

دراصل جامعہ کا تصور انہوں نے ہی اہلِ جہلم کو دیا تھا۔ جب وہ ۱۹۷۳ میں پہلی مرتبہ جہلم تشریف لائے تو انہوں نے دیکھا کہ جامع مسجد چوک اہلحدیث کے ساتھ ملحق مدرسہ دارالحدیث کے چھوٹے چھوٹے کمروں میں پچاس ساٹھ طلبہ جگہ کی قلت کے باوصف بڑی محنت سے پڑھ رہے ہوتے تو آپ والد مرحوم کو اکثر کہا کرتے کہ حافظ صاحب ! انکے لئے کوئی بڑا مدرسہ بناؤ...... دریں اثنا آپؒ نے ایک مرتبہ عید الاضحیٰ کی نماز جہلم پڑھائی تو عیدگاہ میں بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے بے ساختہ اعلان کر دیا کہ یہاں پر اس کھلے میدان میں ایک بڑا جامعہ بنے گا، جہاں طلبہ بڑے آرام، سکون اور یکسوئی کے ساتھ دینی و دنیاوی علوم و فنون حاصل کریں گے......... اللہ تعالیٰ کے اس نیک بندے کے منہ سے نکلے ہوئے وہ الفاظ بارگاہِ الٰہی میں شرفِ قبولیت پا گئے

.... ۱۹۷۵ میں اسی میدان میں محدث العصر، استاذ الاساتذہ، حضرت العلام حافظ محمد گوندلویؒ اور نمونہ سلف، مرد درویش حضرت مولانا میاں محمد باقرؒ آف جھوک دادو کے ہمراہ آپؒ نے جامعہ کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اس وقت ان بزرگوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ

نومبر ۱۹۷۹ء میں الشیخ مرحوم کی کوششوں سے امام کعبہ فضلیۃ الشیخ محمد بن عبد اللہ السبیل دوروزہ اہلحدیث کانفرنس کے موقع پر اس جامعہ کا باقاعدہ سنگ بنیاد رکھا۔ اس موقع پر سعودی عرب سے جو وفد آیا۔ اس میں مدینہ یونیورسٹی کی نمائندگی فضیلۃ الشیخ عبد اللہ بن محمد الغنیمان نے کی۔ اس وفد میں الشیخ السبیل کے چھوٹے بیٹے الأخ عمر بن محمد بن عبد اللہ السبیل بھی تھے جو اس وقت کسی سکول میں زیر تعلیم تھے۔ اور اب ماشاء اللہ پی۔ ایچ۔ ڈی (ڈاکٹریٹ) کرنے کے بعد مسجد الحرام بیت اللہ شریف میں امامت اور خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اللھم زد فزد۔

بیماری اور مدینہ منورہ میں تدفین کی خواہش

ویسے تو آپ شوگر کے پرانے مریض تھے۔ اور عرصہ دراز سے انسولین کا انجکشن استعمال کر رہے تھے۔ مگر کچھ عرصہ سے گردوں کی تکلیف بھی شروع ہو گئی تھی۔ جس کی وجہ سے صحت کافی کمزور ہو گئی، اسکے باوجود آپؒ نے اپنے مکتبہ میں پڑھنے لکھنے کا کام جاری رکھا۔ آخری دنوں میں جب آپؒ کو بیماری کی شدت کی وجہ سے علاج کیلئے ریاض لے جایا گیا۔ تو وہاں ہسپتال میں کچھ ہی دنوں کے بعد اصرار کرنے لگے کہ مجھے واپس مدینہ منورہ لے چلو، چونکہ مدینہ منورہ میں موت آپکی ہمیشہ سے ہی خواہش تھی۔ اسی لئے آپؒ نے مدینہ منورہ کو سکونت کیلئے اختیار کیا تھا۔ اس سلسلہ میں صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ سے بھی یہ دعا ثابت ہے: ''اللھم ارزقني شهادةً في سبيلک واجعل موتي في بلدرسولک'' یعنی ''اے اللہ! مجھے اپنے راستہ میں شہادت نصیب کر اور اپنے پیارے حبیب ﷺ کے شہر میں مجھے موت دے''۔ اسی بنا پر بیماری کے آخری سالوں میں آپؒ نے بیرونی ممالک کے سفر ترک کر دیئے تھے۔ یہاں تک کہ اس دوران اگر آپؒ پاکستان میں بھی آتے تو اپنے ضروری کاموں سے فراغت کے فوراً بعد سندھ سے ہی واپس سعودیہ لوٹ جاتے، پاکستان میں دیگر احباب سے ٹیلی فون پر رابطہ کر کے خیر خیریت اور حال احوال پوچھ لیتے مگر مزید آگے سفر پر آمادہ نہ ہوتے۔

اس سلسلہ میں ایک بات سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں آپؒ کو موت کی تمنا اور خواہش کتنی شدید تھی؟ آپؒ نے رفع الیدین کے موضوع پر ایک تحقیقی رسالہ برائے ترجمہ اسلام آباد میں ہمارے دوست حافظ عبد الوحید چوہدری صاحب کو دیا تھا۔ اور انہیں تاکید کی تھی کہ چھپوانے سے پہلے انہیں ضرور چیک کروائیں۔ حافظ صاحب نے اس رسالے کا ترجمہ مشہور مترجم اور اسکالر جناب مولانا خالد سیف صاحب مترجم اسلامی نظریاتی کونسل سے کروایا پھر اسے کمپوز بھی کروالیا اس دوران آپؒ دو مرتبہ سندھ تک آئے مگر اسلام آباد تک مزید سفر نہ کیا اور جلد ہی وہاں سے واپس مدینہ منورہ چلے گئے .... اور اس طرح وہ رسالہ انکی زندگی میں پرنٹ نہ ہو سکا...... اور اب شاید آپؒ کی وفات کے بعد حافظ عبد الوحید صاحب ان کا رسالہ چھاپ کر افادۂ عام کے لئے مفت تقسیم کر کے انکے لئے صدقہ جاریہ بنا دیں۔

انتقال: ریاض سے واپسی کے بعد انہیں مدینہ منورہ کے بڑے ہسپتال میں داخل کروا دیا گیا۔ اب انکے گردے بالکل ناکارہ ہو گئے تھے۔ ہر دوسرے دن انکے خون کو بذریعہ مشین صاف کیا جاتا تھا۔ مگر وہ وقتِ موعود آپہنچا، جس کا ہر ذی روح نے سامنا کرنا ہے۔

۸ ذوالحج (يوم التروية) کا دن تھا۔ اور جمعرات کا روز تھا۔ اور مدینہ منورہ کی فضاؤں میں مساجد سے نماز عصر کے لئے اذان کی آواز گونج رہی تھی .... جب مساجد سے اللہ کے بندوں کو اللہ کی بندگی اور اسکے سامنے سجدہ ریز ہونے کیلئے پکارا جارہا تھا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فقیر اور کمزور مخلص بندے کو اپنے پاس بلا رہا تھا....... عین اس وقت آپؒ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر رہی تھی ...... دعا ہے کے اللہ تعالیٰ انہیں ایسے لوگوں میں سے کر دے جنہیں دمِ واپسیں کہا جاتا ہے: (ياايتهاالنفس المطمئنة ٥ ارجعي الى ربک راضيةً مرضيةً٥ فادخلي في عبادي واد خلي جنتي ٥) یعنی: ''(اور مومن سے اللہ تعالیٰ یوں

فرمائے گا) اے چین سے رہنے والی جان ! تو اپنے مالک کے پاس لوٹ چل o تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی o اور میرے نیک بندوں میں جامل، اور میری بہشت داخل ہو جاo" اور ہماری یہ بھی دعا ہے کہ یاالٰہی! تو انہیں اپنے ایسے بندوں میں سے کرے، جنہیں فرشتے قبر میں جب حساب کتاب کے لئے اٹھائیں گے تو وہ فرشتوں سے کہیں گے : "ابھی ٹھہر جاؤ ! مجھے عصر کی نماز پڑھ لینے دو، چونکہ عصر کی نماز کا وقت فوت ہو رہا ہے۔" جواب میں فرشتے انہیں کہیں گے : " اب عمل کا وقت ختم ہو چکا ہے۔" نم ! کنومة العروس " یعنی : "تو (قیامت تک) سو جا، جس طرح دلہن اطمینان اور سکون سے سو جاتی ہے"۔

الشیخ کو اسی روز عصر کے بعد انکے گھر میں غسل دیا گیا، اور نمازِ عشاء کے بعد مسجدِ نبویؐ میں انکی نمازِ جنازہ پڑھائی گئی اور عشاء کے بعد جنت البقیع میں انہیں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ "اللھم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه وأکرم نزله"

مولانا مدنی صاحب کو اطلاع : رئیس الجامعہ علامہ محمد مدنی صاحب اپنی اہلیہ کے ہمراہ حج پر گئے ہوئے تھے۔ اس روز چونکہ ۸ ذوالحج یوم الترویہ کا دن تھا۔ اور مدنی صاحب منیٰ میں تھے۔ عصر کے بعد منیٰ سے ہی خیر خیریت پوچھنے کیلئے مدنی صاحب نے مدینہ منورہ انکے گھر ٹیلی فون کیا تو یہ انتہائی افسوس ناک، المناک اور روح فرسا خبر ان پر بجلی بن کر گری۔ مدنی صاحب اچانک یہ خبر سن کر انتہائی افسردہ اور آب دیدہ ہو گئے، مگر اب سوائے دعا کے اور کچھ نا ہو سکتا تھا۔ حج سے فارغ ہوتے ہی ۱۲ ذوالحج کو منیٰ سے ہی سیدھے مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔

جہلم میں وفات کی خبر : آپؒ کی وفات کے فوراً بعد ہماری خالہ جان نے ہمیں جہلم ٹیلی فون کیا مگر وہ فون پر شدتِ غم سے کوئی بات نہ کر سکیں...... اچانک غم کا پہاڑ ٹوٹنے کی وجہ سے روتے روتے انکی ہچکی بندھ گئی...... جس سے ہم نے اندازہ لگا لیا کہ آپؒ کی وفات کا سانحہ ہو چکا ہے۔ یہ خبر جہلم میں بڑی تیزی سے پھیل گئی۔ اہلِ جہلم میں سے وہ لوگ جو حج اور عمرہ کی سعادت سے بہرہ ور ہو چکے ہیں، ان میں سے اکثریت مدینہ منورہ میں آپؒ کی میزبانی سے مستفید ہو چکی ہے۔ ان سب کے لئے بالخصوص اور دیگر جماعتی احباب کے لئے بالعموم یہ اندوھناک خبر باعثِ رنج والم بنی ۔ کچھ احباب نے مدینہ منورہ ٹیلی فون کر کے اور دیگر نے ہم سے بالمشافہ اظہار تعزیت کیا۔ علاوہ ازیں ملک بھر سے علمائے کرام اور جماعتی احباب نے بذریعہ ٹیلی فون یا ڈاک اور بعض نے جہلم آ کر بالمشافہ ملاقات کر کے مولانا مدنی صاحب اور دیگر برادران سے اظہار افسوس کیا۔

غائبانہ نمازِ جنازہ : وفات کے اگلے روز جمعہ تھا۔ جہلم کی تمام مساجد اہلحدیث میں خطباء حضرات نے الشیخ عبدالقادر کی علمی و تحقیقی خدمات کو سراہا اور جامعات کے سلسلہ میں انکے خصوصی تعاون کا ذکرِ خیر کیا اور دنیا بھر میں دینی مدارس، جامعات اور مساجد بنوانے میں انکی مخلصانہ کوششوں کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا گیا اور انکے لئے اللہ کے حضور بخشش اور اسکی خصوصی رحمت کیلئے دردِ دل سے دعائیں کی گئیں۔ اور نمازِ جمعہ کے فوراً بعد انکی غائبانہ نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ علاوہ ازیں مرکزی عید گاہ اہلحدیث جامعہ علوم اثریہ میں خطبہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر الشیخ مرحوم کی دینی خدمات کو بیان کرتے ہوئے انکے لئے خصوصی دعائے مغفرت کی گئی۔ " اللھم اغفرله وادخله فسیح جناته"۔

صدقاتِ جاریہ : آپ کے صدقاتِ جاریہ میں صرف جہلم کا جامعہ علوم اثریہ ہی نہیں بلکہ کراچی سے لے کر پشاور تک انکی اسلامی خدمات اور مدارس، جامعات اور ہسپتالوں کے قیام میں انکی خدمات کا دائرہ وسیع ہے۔ اس کے علاوہ بر صغیر

پاک وہند اورباقی دنیامیں جہاں جہاں اردو جاننے والے احباب جماعت نے مساجد، مدارس اور جامعات سعودی عرب کے سرکاری یا نجی تعاون سے تعمیر کروائے ہیں ان میں سے بیشتر میں الشیخ عبدالقادر کی ذاتی کوششوں اور آپکے جاری کردہ تزکیات اور سفارشات کا بڑا عمل دخل ہے۔ دنیا بھر سے آئے ہوئے اللہ کے مہمانوں اور مساجد و جامعات کے منتظمین کا نہ صرف آپؒ انہیں خوش آمدید کہتے بلکہ مدینہ منورہ میں میزبانی کے ساتھ ساتھ انکے ہر قسم کے آرام وآسائش کا خیال رکھتے .... اور انکے دینی منصوبہ جات کی تعمیر و ترقی کے لئے ان کی مکمل راہنمائی اور تعاون کرتے بلکہ انہیں متعلقہ اداروں اور وزارتوں کے نام اپنا تزکیہ اور سفارشی چٹھیاں لکھ کر دیتے۔ علاوہ ازیں برصغیر سے جو لوگ اپنے جامعات کے لئے براہ راست یا بائی ڈاک سعودی اداروں اور وزارتوں کو تعاون اور امداد کی درخواست بھیجتے تو بعض متعلقہ ادارے ان جامعات کی تحقیق اور درخواستوں کی صحت کے بارہ میں الشیخ کو ہی وہ درخواستیں برائے جانچ پڑتال بھیج دیتے۔ چونکہ تمام سعودی اداروں، وزارتوں اور مشائخ کے ہاں الشیخ مرحوم معتمد ترین عالم دین تھے۔ اور انکی رائے اور تزکیات کو وہ قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آئمہ و خطباء حرمین اور ریاض، جدہ، دمام اور تبوک کے اکثر علماء و مشائخ اور قضاۃ الشیخ عبدالقادر کا بے حد احترام کرتے تھے۔ بالخصوص سعودی عرب کے مفتی اعظم سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ۔ جو اب مرحوم ہو چکے ہیں۔ الشیخ عبدالقادر پر بہت زیادہ اعتماد کرتے تھے اور وہ انہیں اپنے بیٹوں جیسا پیار دیتے تھے۔ الشیخ ابن بازؒ نے کئی مرتبہ انہیں اپنا خصوصی مندوب (نمائندہ) بنا کر برصغیر پاک وہند اور یورپ اور امریکہ بھیجا۔ الشیخ ابن بازؒ آپؒ کی لکھی ہوئی رپورٹوں پر مکمل اعتماد کرتے تھے۔

اس طرح اکناف عالم میں پھیلے ہوئے یہ جامعات، مدارس، مساجد اور دیگر فلاحی ادارے آپؒ کے لئے تاقیام قیامت صدقات جاریہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں قائم ودائم رکھے اور شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین۔

اولاد : آپؒ کی دو بیویاں بقید حیات ہیں۔ پہلی بیوی سے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ ان میں سے بڑا بیٹا الاخ محمد بن عبدالقادر انجینئرنگ کرنے کے بعد اور امریکہ سے سعودی ائیر لائن کے اسکالر شپ پر خصوصی ڈپلومہ حاصل کر کے "الخطوط الجویۃ السعودیۃ" جدہ میں ملازم ہیں۔ دوسرے دو بیٹے تعلیم سے فراغت کے بعد ذاتی کاروبار کر رہے ہیں۔

آپؒ کی دوسری اہلیہ جو ہماری خالہ ہیں۔ ان سے پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ یہ سب بہن بھائی زیر تعلیم ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صمیم قلب سے دعا ہے کہ باری تعالیٰ انہیں اعلیٰ علیین میں بلند مقام عطا فرمائے۔ انکی بشری غلطیوں، کوتاہیوں، لغزشوں اور صغیرہ وکبیرہ گناہوں کو معاف فرمائے اور انکی نیکیوں اور اعمال صالحہ کو صدقات جاریہ میں بدل کر انکی قبر کو نور سے بھر دے۔ اللہ تعالیٰ تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق اور انکی اولاد کو انکے لئے صدقہ جاریہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اظہارِ تشکر : ہمارے خالو فضیلۃ الشیخ عبدالقادر حبیب اللہ السندی رحمہ اللہ کی وفات پر اور اس سے دو ماہ قبل ہمارے ماموں حضرت مولانا اللہ یار صاحب کی وفات پر بہت سے علمائے کرام بالخصوص جماعتی احباب نے ہم سے بالمشافہ، بائی ڈاک یا بذریعہ ٹیلی فون اظہار تعزیت کیا۔ کثرت تعداد کی وجہ سے ان تمام حضرات کا فرداً فرداً شکریہ کرنے سے ہم قاصر ہیں لہذا اس تحریر کے ذریعے ہم ان تمام علماء کرام اور جماعتی احباب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اپنی بے پناہ مصروفیات سے وقت نکال کر جہلم تشریف لائے۔ یا بذریعہ خط یا ٹیلی فون ہمارے غم میں شریک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور مرحومین کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

منجانب : (مولانا) محمد مدنی وحافظ عبدالحمید عامر وحافظ احمد حقیق وبرادران۔